لحاظ سے غیر اعلانیہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔

دوسرے تجزیہ نگار شاہرم چوبن کی رائے میں ایران کے خطرے کو خواہ مخواہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جارہا ہے۔ جبکہ اصل مسائل کی نشاندہی کر کے اتحادیوں کے ساتھ ان پر مشورہ کیا جائے اور ناقابل قبول ایرانی رویوں کی روک تھام کے لیے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

پہلے دو تجزیہ نگاروں کے نکات سے شدت سے اختلاف کرتے ہوئے مسٹر وولزے کا کہنا ہے کہ ایران کی عالمی سطح پر "دہشت گردی" کی پشت پناہی کو مزید ثابت کرنا باقی نہیں ہے اور کھلے عام اس بارے میں بہت سی معلومات دستیاب ہیں۔ اگر ایران کو اس رویے سے نہ روکا گیا، تو عالمی سطح پر اس کے دہشت گردی کے عزائم کو مزید تقویت ملے گی۔ جرجز نیویارک کے سرح لارنس کالج میں بین الاقوامی امور اور مشرق وسطیٰ کے شعبے کے چیئرمین ہیں۔ مسٹر چوبن جنیوا سنٹر برائے سیکورٹی پالیسی کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں۔ جبکہ تیسرے تجزیہ نگار جیمز وولزے سنٹرل انٹیلیجنس واشنگٹن ڈی سی کے ۹۳-۹۵ء میں ڈائریکٹر رہے۔

مشرق وسطیٰ

خلیج کی سلامتی اور مغرب کی پالیسی

1. Gawad Bahgat, "Gulf Security and Western Policy", *The International Spectator* xxxi : 3 (July-September 1996), PP. 39 - 49.

۱۹۹۰ء کی دہائی میں ابتدا سے ہی امریکہ نے خلیج فارس میں تیل کے حصول اور وسیع پیمانے پر تباہی کے ہتھیاروں اور بالخصوص ایٹمی ہتھیاروں کی روک تھام کے لیے جو دو طرفہ حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے، اس میں سے ایک تیل سے مالا مال چھ بادشاہتوں کے ساتھ تعاون اور دوسری طرف ایران اور عراق دونوں کی روک تھام ہے۔ جنگ خلیج کے حوالے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مغرب موجود سٹیٹس کو کو تبدیل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تاہم جائزہ نگار کو خدشہ ہے کہ اگر علاقے میں کچھ خاص واقعات رونما ہوئے، تو اس سے مغرب کے موجودہ مقاصد کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ان میں مذکورہ بادشاہتوں میں سے کسی میں علیحدگی کی ممکنہ تحریک، ایران کی طرف سے ایٹمی اسلحے کا حصول یا عراق کی سالمیت کے بکھرنے کے امکانات شامل ہیں۔ چنانچہ جائزہ نگار کی رائے میں مغرب کو علاقے میں سلامتی کے انتظامات مزید بہتر بنانے پر غور کرنا چاہیے۔ موجودہ صورت میں جو لمبے عرصے کے لیے ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے کافی نہیں ہیں۔